ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

برصغیر پاک وہند کے سولہویں صدی کی دو نامور شخصیات کے سیاسی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE POLITICAL IDEAS OF TWO PROMINENT FIGURES OF THE 16TH CENTURY OF THE SUBCONTINENT

مہناز مصطفیٰ، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف فیصل آباد
ڈاکٹر عمارہ رحمٰن، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف فیصل آباد

Abstract:
Islam was in danger in India. Akbari's atheism was rampant. Islam was being openly opposed by the scholars and it was emerging as a great temptation. He had declared religion to be tested on political and religious grounds and Hindu customs were being integrated into Islam. The rites of Islam were being insulted from all sides, Akbar himself was a denier of Islam, there were objections to Islam and the disbelievers were intoxicated by the praises of the people of disbelief. In order to get out of the hail storms, there was a need for such a person who would reach the houses of disbelief and revive Islam in these unfavorable conditions and make it a force again. Allah sent scholars as helpers of Islam. Sheikh Abdul haq muhadic dehlive and sheikh srhindi.

Key words: Political Thoughts, Subcontinent, Democracy, Caliphate, Rebellion, Trial, Emperor, Dead Conscience.

شیخ عبدالحق محدث دہلوی:(958ھ-1052ھ/1551ء-1642ء)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا شمار صف اول کے صوفیہ کرام اور محدثین میں ہوتا ہے انہوں نے اسلام کے مقام کا صحیح تعین کیا علمائے سوء نے جو گمراہی کے دروازے کھولے ہوئے تھے ان کو بند کیا اور فسق وفجور کے خاتمے کی طرف توجہ دی۔ علماء کے ضمیر کی مردہ آواز کو زندہ کیا تصوف کی مسخ شدہ شکل کو پھر سے زندہ کیا۔ وہ ایک ایسے انجم درخشاں تھے جن کی ضوفشانی اور تابانی عصرِ حاضر میں بھی روشنی کا سامان فراہم کر رہی ہے۔ اب ہم یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے احوال و آثار کا تذکرہ کریں گے۔

ولادت اور تعلیم:

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، سلیم شاہ سوری کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے تھے۔

" شیخ عبدالحق محدث دہلوی محرم ۹۵۸ھ جنوری ۱۵۵۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے ان کی ولادت کی تاریخ شیخ اولیاء ہے۔"[1]

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے والد محترم صاحب علم بزرگ تھے۔ انہوں نے ان کی تعلیم کی طرف خود توجہ دی اور اپنے اصولوں کو مد نظر رکھا۔

"آپ کی تعلیم اور تربیت میں ان کے والد نے شفقت پروری اور دلسوزی کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کی تعلیم دی صرف تین مہینوں میں قرآن مجید کی تعلیم کو مکمل کر لیا اور لکھنا بھی ایک ماہ میں سیکھ لیا اس کے بعد حدیث کی طرف توجہ کی" [2]

انہوں نے عربی اور فارسی کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ گلستان اور بوستان سعدی کے ساتھ ساتھ دیوان خواجہ حافظ کے چند اجزا پڑھ ڈالے تھے۔ اس طرح انہوں نے مزید:

"بارہ تیرہ سال کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد اور پھر مختصر ومطول بھی پندرہ سولہ سال میں پڑھنے کے بعد اس زمانے کے تمام عقلیہ و نقلیہ علوم کو ۱۸ سال کی عمر میں مکمل کر لیا تھا۔ اپنے والد کے علاوہ ماوراء النہر کے علماء سے بھی فیض یاب ہوئے۔"[3]

ان کے والد کی تربیت نے ان کو مطالعہ کے شوق کی طرف مائل کیا۔ تعلیم و تدریس کی جستجو ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ انہوں نے کبھی بھی اپنے ہم عصروں کے ساتھ کھیل کود کی تمنا نہیں کی تھی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

حرمین شریفین کے علماء ومشائخ سے استفادہ:

انہوں نے تین سال تک حرمین شریفین میں مقیم رہ کر علماء ومشائخ سے نہ صرف فیض حاصل کیا بلکہ شیخ نے سندیں اور اجازت بھی شیوخ سے لی تھی۔

"شیخ نے صحیح بخاری کا درس خطیب مکہ علی بن جار اللہ قریشی سے حاصل کیا تھا اور حدیث کا علم شیخ الحدیث ابو الحرم مدنی سے حاصل کیا تھا۔"[4]

اولاد:

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے تین بیٹے تھے جن سے ان کی نسل چلی۔

"شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے تین فرزند ہوئے سب سے بڑے فرزند شیخ نور الحق ہیں شیخ ان کو اپنا وجود ثانی کہا کرتے تھے ان کے دوسرے بیٹے شیخ علی محمد اور تیسرے شیخ محمد ہاشم ہیں۔"[5]

شیخ کے تمام بیٹے عالم دین تھے انہوں نے حدیث کی کتابوں کی شرحیں بھی لکھی تھیں یعنی سبھی بیٹے علم حدیث میں خاص مناسبت رکھتے تھے۔

تصانیف:

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ہر فن کے متعلق مشہور کتابوں کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

"علم تفسیر پر تعلیق الحاوی علیٰ تفسیر البیضاوی، شرح صدور تفسیر اٰیات سورۃ النور، تحصیل الغنائم والبرکات بہ تفسیر سورۃ والعادیات، تجوید میں درۃ الفرید فی قواعد التجوید، حدیث کے موضوع پر اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ، لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، رسالہ اقسام الحدیث، ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ، فقہ کے موضوع پر مشہور کتاب فتح المنان فی تائید النعمان، تصوف کے موضوع پر شرح فتوح الغیب، مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین، اخلاق کے موضوع پر آداب الصالحین، آداب اللباس، فلسفہ اور منطق پر شرح شمسیہ، تاریخ کے موضوع پر جذب القلوب الی دیار المحبوب، ذکر ملوک، رسالہ النوریہ سلطانیہ، سیر وتذکرہ کے متعلق مدارج النبوۃ، اخبار الاخیار، علم نحو حاشیہ الفوائد الضیائیہ، ذاتی حالات کے متعلق تالیف قلب اس کے علاوہ آپ کے مکتوبات میں کتاب المکاتیب والرسائل مشہور ہیں۔"[6]

وصال:

آپ کی عمر مبارک ۹۴ برس تھی۔

"آپ کا وصال ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ / 1642ء کو ہوا آپ کے جسد خاکی کو حوض شمسی کے کنارے دفن کیا گیا ان کے بیٹے شیخ نور الحق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔"[7]

تذکرہ علماء ہند کے مصنف کے مطابق ان کے انتقال کی تاریخ یوں ہے۔ کہ ان کے انتقال کی تاریخ فخر العلماء سے نکلتی ہے

"مدارج النبوۃ میں ہے کہ آپؒ کی وفات کے حوالے سے آپ کی ولادت کی تاریخ شیخ الاولیاء ۹۵۸ھ بمطابق ۱۵۵۱ء اور تاریخ رحلت فخر العلماء ۱۰۵۲ء / 1642ء ہے۔"[8]

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے سیاسی افکار

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ایک صوفی بزرگ تھے۔ ان کی ساری زندگی علم حدیث کی مسند پر گزری ہے۔ انہیں سیاست سے کوئی سروکار نہ تھا۔ لیکن حالات اور ضرورت کے تحت اگر کوئی مشکل مسئلہ درپیش آیا نہ صرف اپنے سیاسی نظریات کا پرچار کیا بلکہ عملی طور پر سیاست میں حصہ لیکر یہ ثابت کر دیا کہ صوفیہ کرام صرف اور صرف مسندوں پر بیٹھنے کے لیے ہی نہیں بلکہ ایوانوں کو ہلانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں ان کے زمانے میں تحریک مہدوی عروج پر تھی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

" شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے جب اس دنیا میں قدم رکھا تو اس وقت مہدوی تحریک نے ہندوستان میں اپنے پنجے گاڑھے ہوئے تھے۔
جب سید محمد جونپوری نے مہدویت کا اعلان کر دیا تو لوگوں نے ان کی زبردست مخالفت کی۔"[9]

سید محمد جونپوری کی تحریک گمراہ کن حالات کے خلاف اعلان بغاوت تھی۔ شریعت سے انحراف احادیث کی طرف رجحان اور علمائے سوء کا دینی حلیے کو بگاڑ دینا۔ اس ہنگامہ میں امراء اور سلاطین کا توجہ نہ دینا۔ انہوں نے اپنا تن من اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قربان کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ تحریک مہدویت جو سولہویں صدی عیسوی / دسویں صدی ہجری میں شروع ہوئی تھی اس کا مقصد اس زمانے میں اٹھنے والے فتنوں کو ختم کرنا اور شریعت اسلامیہ کا احیاء اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام تھا۔ بعد میں اس تحریک نے سیاسی رنگ اختیار کر لیا تھا اور کچھ غلط عقائد بھی اس تحریک میں شامل ہو گئے تھے۔ جن میں ایک عقیدہ مہدویت تھا۔

" محققین کا کہنا ہے کہ بعد میں سید محمد جونپوری کو مہدی کہا گیا تھا اور ان کے نام پر ایک فرقہ مہدیہ پیدا ہوا ان کے عقائد اور خیالات سے علماء امت نے اتفاق نہ کیا۔"[10]

مولانا ابوالکلام آزاد نے تحریک مہدویت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا ہے۔

" انہوں نے فرمایا کہ اس زمانے میں صوفیہ کرام شریعت اور طریقت میں تفریق ڈال دی تھی۔ علمائے سوء دین کی بے حرمتی کر رہے تھے۔ مولانا اس تحریک کی بنیاد اسلامیت اور حق پر سمجھتے تھے۔ احیائے شریعت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس تحریک کا بلند ترین مقصد تھا اور اس کے ساتھ خود سید محمد اور ان کی جماعت کے افراد خوف خدا رکھنے والے پاکباز نفوس تھے۔"[11]

سولہویں اور سترھویں صدی کی مذہبی تحریکیں جن میں پیغمبر اسلام کے مقام پر زد پڑتی تھی۔ امام کا تصور، مہدویت اور اسلام کی عمر کو ہزار سال قرار دینا یہ سب دین اسلام کی توہین تھیں۔ آپ نے حضور ﷺ کے مقام کو تعین کیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے سیاست اور ریاست پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی تھی۔ اس لیے مختلف کتابوں کی روشنی میں ہم ان کے سیاسی افکار کا تذکرہ کریں گے۔

خلیفہ کی مماثل اصطلاحات:

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے خلیفہ کی مماثل اصطلاحات کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ عریف، امناء، سلطان اور وزیر کا تذکرہ کیا ہے۔ عریف کو قوم کا نمائندہ امناء جو قوم کے مال کا محافظ ہو اور سلطان کو تسلط سے اور وزیر کو بادشاہ کا بوجھ اٹھانے والا قرار دیتے ہیں۔

" عریف اہل عرب کی ایک اصطلاح عریف یا عرفاء کی وضاحت کچھ اس طرح ہے۔ عرفاء جمع ہے عریف کی پہچاننے والا قوم کا وہ نمائندہ جو حکمرانوں کے پاس قوم کی کارگزاری کی تعریف کرے اسے نقیب کہتے ہیں جو رئیس کا ماتحت ہوتا ہے۔ قاموس میں ہے کہ عریف قوم کے رئیس کو کہتے ہیں۔ امناء دور جہالت کی اصطلاح تھی یہ امین کی جمع ہے۔ امناء جمع ہے امین کی وہ شخص جو یتیموں پر ان کے احوال کی حفاظت کے لیے مقرر کیا جائے یا جو شخص جسے مال کے خزانے اور صدقات پر امین مقرر کیا جائے۔ سلطان برصغیر پاک و ہند میں بادشاہوں کے لیے سلطان کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے سلطان کا معنی تسلط، سلطنت اور غلبہ ہے اس کا اطلاق ایسے شخص پر کرتے ہیں جو یہ صفت رکھتا ہو۔ وزیر مشتق ہے وزراء سے جس کا معانی ہے بوجھ اور گناہ وزیر بادشاہ کے بوجھ اٹھاتا ہے اس کی امداد کرتا ہے اور گناہ میں اس کا شریک ہوتا ہے۔"[12]

یہ تھیں وہ اصطلاحات جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بنائیں۔

جمہوریت، خلافت:

شیخ کے زمانہ میں ہندوستان میں بادشاہت قائم تھی اور مغربی ممالک میں جمہوریت اور عوامی حکومت تھی۔ انہوں نے حکومت کی تعریف یوں کی ہے:

" عوام کے بادشاہ سے مراد وہ بادشاہ سمجھتے ہیں جو اس عہدے کا مستحق نہیں ہوتا، جس کو منتخب کرنے میں علماء اور پرہیزگار لوگوں سے مشورہ نہ لیا جائے اور اسے عوام الناس کی آراء کے ذریعے کرسی اقتدار پر بٹھا دیا جائے۔ ایسا کرنے سے مراد وہ یہ لیتے ہیں کہ خدا اور اس کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

رسول اکرم ﷺ کے عہد کو توڑ دیا اور بہت بڑی غداری کا مرتکب ہوا ہے۔ اس نے خدا، رسول اور مسلمانوں سب کے عہد کو توڑا ہے اور یہ کہ امام نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کی ہے۔" [13]

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ بادشاہ بننے کے لے عوامی رائے کو ضروری قرار نہیں دیتے بلکہ وہ عالم، مومن اور پرہیز گار لوگوں کی مشاورت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے مطابق اگر کوئی بادشاہ حکومت پر قابض ہو جاتا تو حدود اللہ کو پامال نہ کرنے میں اس کی اطاعت کی جائے۔ انہوں نے امام کے لیے امیر عامہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ امیر عامہ سے مراد امام اعظم اور وقت کا بادشاہ ہے مقصد یہ ہے کہ رعایا کے لیے امام کے عہد کو توڑنا، وقت کے بادشاہ سے عہد شکنی کرنا ممنوع ہے۔ امیر عامہ کا تصور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے درج ذیل حدیث مبارکہ سے اخذ کیا ہے۔

"وعن ابی سعید عن النبی □ قال لکل غادر لواءٌ عنداستہ یوم القیمۃ"[14]

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز عہد شکن کو ایک جھنڈا دے کر حاضر کیا جائے گا۔ اس طرح ایک اور دوسری روایت ہے قیامت کے دن ہر عہد شکن کا جو جھنڈا ہو گا وہ اس کی عہد شکنی کے مطابق بلند ہو گا اور جو عوام کا بادشاہ ہوتا ہے اس کی غداری سے بڑا کوئی بھی بد عہد نہیں ہے۔

حکمرانوں کے اوصاف اور ریاستی زمہ داریاں

تصورِ جوابدہی / حدود اللہ کے متعلق سفارش:

شیخ صاحب بادشاہ یا خلیفہ کے لیے یہ ضروری قرار دیتے ہیں کہ اسے علم ہو کہ وہ کل یوم قیامت اپنے اعمال اور ذمہ داریوں کے متعلق جوابدہ ہے۔ قیامت کے روز اس سے پوچھ گچھ کی جائے گی انہوں نے تصور جوابدہی اس حدیث مبارکہ سے لیا ہے۔

((عن عائشہ ان قریشاً اھمھم شان المراۃ المخزومیۃ اللتی سرقت فقالو من یکلم فیھا رسول اللہ □ فقالو ومن یجتری علیہ الا اسامۃ بن زید حب رسول اللہ □ فکلمہ اسامۃ فقال رسول اللہ اتشفع فی حد من حدود اللہ ثم قام فاحتطب ثم قال انما اھلک الذین قبلکم انھم کانو اذا سرق فیھم الشریف ترکہ واذا سرق فیھم ضعیف اقامو الیہ الحدوایم اللہ لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت تقطعت ید ھا متفق علیہ))[15]

حضرت عائشہ نے روایت کیا ہے بنو مخذوم کی ایک عورت نے چوری کی تھی انہوں نے فرمایا اس بارے میں آپ سے کون بات کرے گا تو کچھ لوگوں نے کہا اسامہ بن زیدؓ آپ ﷺ کے محبوب ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی بات کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ تو لوگوں کے اصرار پر حضرت اسامہ نے آپ ﷺ سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم حدود اللہ سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتے ہو اس کے بعد آپ نے یہ خطبہ دیا تھا فرمایا: تم میں سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہو گئے تھے کہ وہ حدود اللہ کے معاملے میں اپنے معزز آدمی کو چھڑوا لیتے تھے اور کمزور آدمی پر حد جاری کروا دیتے تھے اور مزید فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے لیے بھی یہی سزا تھی۔ ہر شخص نے جو کیا اور جو کہا وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔ پھر کسی کے سخن پے درپے ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔

عدل وانصاف:

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ خلیفہ کو زمین پر اللہ کا نائب سمجھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ اپنی نیابت کے تقاضوں کو عدل وانصاف کے ذریعے ہی پورا کر سکتا ہے۔

(إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ) [16]

" بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مطابق بادشاہ ظل اللہ اور مظلوم سائے کے نیچے پناہ لیتا ہے۔ انصاف کرنے والے بادشاہ کے لیے ثواب ہے اور رعایا پر شکر کرنا بھی ضروری ہے۔ ظالم بادشاہ پر گناہ کا بوجھ ہوتا ہے اور اس کی رعایا کو صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بادشاہ اللہ کا خلیفہ ہے تو اسے اللہ تعالیٰ نے مظلوموں، یتیموں، مسکینوں کا پشت پناہ بنا کر رعایا پر مسلط کیا ہے۔

" اما طریق تحصیل عدل آں است کہ کارھا موافق حکیم شریعت کنند وقول علمای متدین کہ از علت حیلہ اندوزی وفتنہ انگیزی میری باشند کاربند ندوسیرت پادشاہان عادل را در نظر دراند و حکایات اخبار ایشان استماع نمائندہ و عقل را موافق شرع واہوارا تابع دین گردانند " [17]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

عدل کا طریقہ یہ ہے کہ شریعت کے مطابق حکمرانی کی جائے اور علماء کی بات کو جانا اور مانا جائے جو دھوکا دہی کی وجہ سے آزاد ہیں بادشاہوں کے کردار پر غور کیا جائے ان کی خبروں اور کہانیوں کو سنا جائے دین کو موضوع بنایا جائے اور شریعت کے مطابق عمل کیا جائے۔

رعایا کے عیوب پر پردہ ڈالے:

ان کے نزدیک بادشاہ اور رعایا عوام کے عیوب پر پردہ ڈالنے والے ہوں انہوں نے لکھا ہے کہ:

" بادشاہ لوگوں کے احوال کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ ہی ان کی تفتیش کرے اور نہ عیوب کو تلاش کرے۔ بلکہ پردہ داری کرے۔" [18]

عیب جوئی کے متعلق اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

((وعن معاویہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انک اذا تبعت عورات الناس افبدتھم))[19]

" اگر بادشاہ لوگوں کے چھپے عیبوں کو اچھالے گا تو اللہ کی زمین پر فساد برپا ہو گا۔"

حکمران کے لیے مندرجہ ذیل امور سے بچنا لازمی ہے۔

انہوں نے خلیفہ کو حکومت کے کاموں میں سستی نہ کرنے والا، رعایا کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والا خیانت نہ کرنے والا رشوت نہ لینے والا اور سرکاری عہدوں سے پرہیز کرنے والا بتایا ہے۔ اس کے علاوہ خلیفہ کو محافظ کہا ہے اور ان کے نزدیک عاجزی کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ:

" خلیفہ ان لوگوں پر فخر نہ کرے جو لشکر اور مال و دولت میں ان سے زیادہ ہوں یا لوگ کہیں کہ وہ مال و اسباب میں ہم سے زیادہ ہے۔ یعنی غیرت اور ناموری کے لیے جہاد ہو۔"[20]

خلیفہ ریاستی معاملات کو اللہ کے حکم کے مطابق چلانے کا پابند ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

((وعن عقبہ بن مالک عن النبی ﷺ قال اعجزتم اذا بعثت رجلا فلم یمض لا مری ان تجعلو مکانہ من یمضی لا مری ۔))[21]

" عقبہ بن مالک نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم عاجز آ گئے ہو جب میں کسی آدمی کو کام کے لیے بھیجوں اور وہ نہ جائے تو تم اس کی جگہ ایسے آدمی کو بھیجو جو میرے حکم کے لیے چلا جائے۔"

فاخرانہ لباس سے حکمران کے لیے بچنا لازمی امر ہے۔ اسلامی ریاست کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ حکمران امانتدار ہو اور خائن نہ ہو۔

" انسان جن چیزوں کا مالک ہے وہ اللہ رب العزت جو قادر مطلق ذات ہے اس کی طرف سے ایک مقدس امانت ہیں۔" [22]

اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا خیال تھا کہ خائن کسی بھی عہدہ پر قائم نہیں رہ سکتا انہوں نے اس سلسلہ میں حدیث مبارکہ کا حوالہ دیا ہے۔

((وعن عمار بن یاسر قال رسول اللہ ﷺ انزلت المائدہ من السماء خبرا ولحما وامروان لایخونو ولا یدخرو لغدا تخانو وادا خرو ورفعو لغدا فمسخو قردۃ وخنازیر))[23]

حضرت عمارؓ بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان سے گوشت روٹی والا دستر خوان اتارا گیا تو انہیں خیانت نہ کرنے اور کل کے لیے جمع نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے یہ سب کر ڈالا تو ان کی شکلوں کو بندروں اور سوروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔

وہ صرف حکومتی وظیفہ پر گزارا کرنے والا ہو۔ رشوت اور تحفے تحائف کو ناجائز سمجھے رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ اسلام کا خلیفہ ایسا ہو جو عہدہ کی خواہش نہ کرے حرص اور لالچ سے گریز کرے تقویٰ ایک ایسا مقام ہے جہاں مناصب کو حاصل کرنے کی کوشش سے بھی منع کیا گیا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں بھی دیا گیا ہے۔

قرآن حکیم میں ہے کہ:

(وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) [24]

"اور ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تا کہ لوگ تم لوگوں پر گواہ ہوں اور تم پر رسول گواہ ہوں۔"

تعزیر:

تعزیر کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ وقت اگر کوئی حدود کی سزا نہ ہو تو اپنی صوابدیر پر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا دے سکتا ہے اور اگر ملکی معلومات کنٹرول نہ ہو سکیں تو سزا کو بڑھا سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا اختلاف رائے:

"تعزیر میں امام محمدؒ، امام ابو حنیفہؒ چالیس اور امام ابو یوسفؒ پچھتر کوڑوں کے قائل ہیں اور کم از کم بالاتفاق تیس کوڑے ہیں۔ تعزیر حد کی تعداد کو نہ پہنچ سکے مگر اس سے زیادہ سخت ہو۔" 25

یہ سزا صرف اور صرف خلیفہ وقت ہی دے سکتا ہے۔

بیت المال:

بیت المال میں صدقات زکوٰۃ اکٹھی کرنے کے لیے عاملین کی ڈیوٹیاں لگائی جاتیں ہیں شیخ محدث دہلویؒ اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ:

"خلیفہ وقت اور عامل اس کے علاوہ کوئی بھی عہدیدار بیت المال سے جو اس کے لیے مقرر کیا جائے کے علاوہ کچھ بھی نہیں لے سکتا۔" 26

خراج، جزیہ، ٹیکس:

وہ مال جو کافروں سے بغیر جنگ لڑے حاصل ہو ہو اس کو خراج اور جزیہ کہا جاتا ہے اور لڑائی کے بعد حاصل ہونے والا مال غنیمت ہوتا ہے اس کا پانچواں حصہ لیا جاتا ہے۔ مال غنیمت کے حوالے سے حدیث کا مفہوم ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غنیمتیں کسی بھی قوم کے لئے حلال نہ کی تھیں سوائے ہمارے۔ اللہ نے ہم میں کمزوری، عاجزی، ناتوانی کو دیکھ کر غنیمتیں حلال کر دیں اور پاک بھی۔ اسی طرح غیر مسلموں کی حفاظت کے بدلے جو ٹیکس لیا جاتا وہ جزیہ کہلاتا ہے شیخ کا کہنا ہے کہ:

"جزیہ اسلام کو نہ ماننے اور حالت کفر پر باقی رہنے کی جزا ہوتی ہے۔" 27

اسلامی ریاست میں باہر سے آنے والے لوگوں سے تجارتی ٹیکس لیتے ہے۔ ان کا کہنا کہ اگر مسلمانوں سے دوسرے ممالک ٹیکس لیں تو مسلمان ممالک بھی لیں اگر وہاں معاف ہے تو مسلمان بھی معاف کر دیں انہوں نے فرمایا کہ:

"ہم کافروں کے علاقوں میں ان سے تجارت کرتے ہیں اور وہ ہم سے دسواں حصہ لیں تو ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ جب وہ ہمارے ہاں آئیں تو ہم بھی لیں اگر وہ معاف کرتے تو ہم بھی معاف کریں۔" 28

اطاعت امیر یا اولی الامر کی اطاعت:

عبد اللہ نیازی کے نام خط میں دین کی تضحیک کے حوالے سے جو حدیث مبارکہ ہے اس میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"حدیث مبارکہ جس میں فرمایا گیا کہ الدین النصیحۃ یعنی دین خیر خواہی ہے۔ عامۃ المسلمین عام مسلمانوں کی ہر طرف سے آبرو اور عزت ان کے حقوق کی رعایت اور حفاظت کرنا، خاصۃ المسلمین خاص مسلمانوں کی جائز امور میں اطاعت کرنا اور انصاف اور اعتدال کے ساتھ رہنا۔" 29

اسی طرح ایک دوسرے مکتوب میں جو انہوں نے دوبارہ عبد اللہ نیازی کے نام لکھا تھا میں فرمایا ہے کہ:

"خاصہ المسلمین کا مطلب جن میں اہل حکومت بادشاہت اور پھر اللہ کی اطاعت جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف حکم نہ دیں ان کا محکوم ہونا۔ اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور اپنے حکمرانوں کی۔" 30

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کے افکار کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہی افکار کی بنا پر آپ نے اکبر بادشاہ کے نظریات کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا انہوں نے اس دور کے صوفیہ پر بھی تنقید کی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

شیخ نے اکبر کے عقائد کو کچلنے کے لیے ایک دارالعلوم کی بنیاد بھی رکھی تھی تاکہ شریعت اسلامیہ کو فروغ دیا جاسکے اس کے علاوہ جس طرح مجدد الف ثانیؒ نے ارکان سلطنت کو خطوط لکھے تھے اسی طرح شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ بھی ارکان سلطنت (مثلاً نواب مرتضٰی خاں، نواب خانخاناں، نواب فرید) کو خطوط لکھ کر ان کے عقائد اور اعمال کے ہر گوشے کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور دینی تعلیمات کی طرف متوجہ کر کے تریاق زہر کی مکمل کوشش کی۔

مجدد الف ثانیؒ کے احوال و آثار

971ھ۔1033ھ/1566ء۔1624ء

ولادت:

مجدد الف ثانیؒ سولہویں صدی میں پیدا ہوئے تھے آپ کی ولادت اور نام کے متعلق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ:

"۱۴ شوال ۹۷۱ھ ۲۲ جون ۱۵۶۴ء جمعہ کی شب کو افق دنیا جگمگا رہا تھا۔ صبح صادق نمودار ہونے کو تھی۔ مشرقی سعادت روشن پیشانی کے ساتھ روشن ہو رہی تھی کیوں کہ اس عالم میں تجدد اور تنوع کے آفتاب نے روشن ہونا تھا علم و عرفان کی بستیاں آباد ہونے جا رہی تھیں۔ خزاں زدہ گلشن جو رشد و ہدایت سے عاری تھا اس نے فصل گل کی مکمل تیاری کر لی تھی۔ آپؒ کا مبارک نام احمد تجویز کیا گیا اور نسب شریف اٹھائیس واسطوں سے امیر المومنین عمر بن خطاب تک جا پہنچتا ہے۔"[31]

تعلیم و تربیت اور اساتذ کرام:

مجدد الف ثانیؒ نے دین اسلام کی تجدید کا کام کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعلیم کا بندوبست بھی کچھ اس طرح کیا تھا انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور اپنے زمانے کے مشہور اساتذہ کرام سے حاصل کی تھی۔

" مجدد الف ثانیؒ کو جب مکتب لایا گیا تو انہوں نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن حکیم کو حفظ کر لیا اور عصر حاضر کے علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کیئے اور معقولات کی کتابیں سیالکوٹ میں مولانا کمال کشمیری سے پڑھیں اور حدیث کی کچھ کتابیں خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھی تھیں۔ اور ان کے علاوہ کئی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔"[32]

مجدد الف ثانیؒ نے تفسیر کا علم بھی مختلف اساتذہ سے حاصل کیا تھا۔ جن میں

" قاضی بہلول بدخشی سے، تفسیر واحدی اور اس کی مولقات، تفسیر بیضاوی اور بخاری شریف اور اس کی مولفات پڑھیں۔"[33]

ازواج و اولاد:

مجدد الف ثانیؒ کی شادی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اکبر آباد سے واپسی پر شہر سے گزرے تو شیخ سلطان سے ملاقات ہوئی میں آپ سے بہت متاثر ہوا۔

"سلطان کو تین مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی جس میں اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سرہندی سے کرنے کا حکم دیا اور ساتھ فرمایا نہ کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔"[34]

شیخ سلطان نے مجدد الف ثانیؒ سے بات کی تو انہوں نے اپنے والد محترم سے بات کرنے کا کہا اس طرح ان کی شادی شیخ سلطان کی بیٹی سے ہو گئی تھی۔ آپ کے سات لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

"لڑکوں کے یہ نام تھے۔ خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصومؒ، خواجہ محمد فرخ، خواجہ محمد عیسٰی، خواجہ محمد اشرف، خواجہ محمد یحیٰی۔ اور لڑکیوں کے یہ نام تھے۔ بی بی رقیہ بانو، بی بی خدیجہ بانو، بی بی کلثوم۔ آپ کی بیٹیاں بچپن میں ہی آخرت میں سدھار گئی تھیں اور بیٹوں میں سے محمد فرخ ۱۵ سال، محمد عیسٰی ۸ سال، محمد اشرف دو سال کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔"[35]

الغرض آپ کی اولاد میں سے خواجہ محمد معصوم سب سے زیادہ مشہور ہوئے۔

تصانیف:

مجدد الف ثانیؒ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ تہلیلہ، ردِ روافض، مبدا و معاد، معارف لدنیہ، مکاشفات عینیہ، مکتوبات ربانی۔

وصال:

آپ کے وصال کے متعلق ہے کہ آپ نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور اپنے وصال کی خبر اس طرح سے دی کہ:

"آپؒ ۱۰۳۳ھ /1624ء میں اجمیر میں تھے تو سرزمین سے اپنے فرزندان کو بلا کر تلقین کی میری عمر ختم ہونے کا زمانہ قریب آرہا ہے مجھے اس دنیا سے وابستگی نہیں رہی۔"[36]

یہ سن کر آپ کے دونوں بیٹے محمد معصومؒ اور محمد سعید غمگین ہوگئے فرزندان سے مزید فرمایا کہ مجھے کسی کام کے انجام دینے کے لیے مزید مہلت دی گئی ہے۔ اس واقعہ کے ایک سال تک آپ زندہ رہے تھے۔ آخر کار عالم اسلام کا یہ عظیم سپوت اور درخشندہ ستارہ کئی ستاروں اور ماہتابوں کو روشن کرنے کے بعد ابدی نیند سو گیا۔

"۲ صفر ۱۰۳۴ھ بمطابق ۱۶۲۴ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت وصال ہوا۔"[37]

جبکہ رحمان علی نے تذکرہ علمائے ہند میں آپ کے وصال کے حوالے سے اس طرح لکھا ہے کہ

"۲۸ صفر بروز سہ شنبہ ۱۰۳۴ ھ / ۱۶۲۴ء کو وصال ہوا اور سرہند میں دفن ہوئے رفیع المراتب سے ان کی تاریخ نکلتی ہے۔"

مجدد الف ثانیؒ کے سیاسی افکار

مجدد الف ثانیؒ برصغیر پاک وہند کے ان بلند قامت صوفیہ کرام میں سے ہیں جنھوں نے نہ صرف مسلم امہ کے عقائد کی اصلاح کروائی اس کے ساتھ ساتھ تصوف اور سلوک کے اندر ملتبس ہونے والے غیر اسلامی نظریات اور بدعات کی شدت سے نفی کی اور اس طرح برصغیر پاک وہند میں خانقاہی نظام کو از سرِ نو قرآن وسنت کے طریقے پر بیدار اور فعال کیا آپکا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے غلبہ دین کی تحریک میں روح پھونکی مغل بادشاہ اکبر اور جہانگیر جو کہ اسلام کے سیاسی وجود کو مسخ کر رہے تھے سے براہ راست ٹکرلی اور اسلامی سیاسی افکار کی توضیح اور تشریح فرمانے کے ساتھ ساتھ حکمران طبقے میں غلبہ اسلام کے فریضہ اور اس کی اہمیت کو اجاگر فرمایا آپ کے مکتوبات اور دیگر کتب میں آپ کے سیاسی افکار کی جھلک بڑی واضح دکھائی دیتی ہے۔ آپ نے اسلامی ریاست حکومت اور رعایا کے باہم تعلق اور ذمہ داریوں کو خوب کھول کر بیان فرمایا اور اسی طرح ایک اسلامی ریاست کے شرعی قانون کے نفاذ کی نہ صرف اہمیت کو بیان فرمایا بلکہ آپ کی سعی اور تحریک سے بادشاہ جہانگیر کو اپنے غلط عقائد اور سیکولر سیاسی سوچ سے توبہ کر کے برصغیر پاک وہند میں اسلام کے سیاسی تشخص کو بحال کر کے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر اسلامی شرعی قانون نافذ کرنا پڑا اس لیے یہ بلا تامل کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے افکار صرف خیالات اور غور وفکر پر مبنی نہ تھے بلکہ نہ صرف وہ قابلِ عمل تھے ان پر عمل کر کے برصغیر میں اسلامی ریاست کو فروغ اور ترقی حاصل ہوئی۔ دینی ماحول میں پرورش پانے والے مجدد الف ثانی گھر سے باہر نکلے تو اکبر کی خرافات معاشرے میں سر اٹھا رہی تھیں ہر طرف فتنے ہی فتنے تھے۔

سیاسی فکر کے اسباب:

مجدد الف ثانیؒ کی سیاسی فکر کا سبب اکبر کا دینِ الٰہی اور اس کی خرافات جو معاشرے میں سر اٹھا رہی تھیں۔ ہر طرف فتنوں کی یورش تھی اسلام مغلوب ہو گیا تھا۔ ان کے دور میں مسلمانوں سے مذاق کیا جارہا تھا اور کفار کا ارادہ مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنا تھا۔ مجدد الف ثانیؒ نے مکتوب نمبر ۶۵ میں جو کہ خان اعظم کے نام لکھا تھا میں فرمایا:

" غربت اسلام اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اعلانیہ کفار اسلام پر اعتراضات کرتے اور مسلمانوں کی توہین اور مذمت کرتے ہیں۔ اس وقت احکام کفر کا بے تحاشا اجراء اور کوچہ بازار میں کفار کی مدح سرائی ہو رہی ہے۔ احکام اسلامی کے اجراء کو روک دیا گیا ہے۔"[38]

مجدد الف ثانیؒ کی سیاسی فکر کو تقویت دینے کا ایک سبب اکبری دور کے علماء سو جنہوں نے پوری توجہ اکبر کو اسلام سے دور کرنے کی طرف دی اور وہ اسلامی ملک کو سیکولر بنانا چاہ رہے تھے۔ مغل اعظم کے زیر سایہ انہوں نے اسلامی مملکت کو سیکولر سٹیٹ بنانے کی طرف توجہ دی تھی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

اکبر نے تو کلمہ بھی اپنے نام کا پڑھوانا شروع کروا دیا تھا۔ اس طرح ایسے نظریات جو غیر اسلامی تھے ان کو روکنے کی پوری کوشش کی مجدد الف ثانیؒ نے جب مساجد کو شہید ہوتے اور مندر بنتے دیکھا اور شعائر اسلامی کا مذاق اڑتے دیکھ کر اپنے ایک خط میں انہی عقائد پر تنقید کی تھی۔ فرمایا:

"کفار بر ملا اور بطریق علیہ دار السلام ہندوستان میں احکام کفر جاری کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام کے اظہار سے عاجز ہیں۔ ان کے دل زخمی اور وہ اسلام کی تعزیت میں مشغول ہیں اور کفار مذاق اڑا کر زخموں پر نمک پاشی کرتے ہیں۔ کفار ہند مسجدوں کو شہید کر کے ان کی جگہ مندر بنا رہے اور کفار اپنے مراسم کھلم کھلا ادا کر رہے جبکہ مسلمان اسلامی احکامات کا اظہار نہیں کر سکتے۔" [39]

مسلم قومیت کا تصور اور دو قومی نظریہ:

مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ تھا کہ دنیا میں دو اقوام مسلم اور غیر مسلم ہیں ان کا یہ نظریہ قرآن حکیم کے عین مطابق تھا اور ان کے زمانے کے لحاظ سے اس لیے بھی اہم تھا کہ متحدہ ہندوستانی قومیت اور ہندو احیائیت کے خلاف تھا اور اس وقت بادشاہ بھی صلح کل کا حامی تھا اس نظریے میں اس کی مخالفت کی گئی تھی۔ اسی لیے مجدد الف ثانیؒ کی ہستی کو مسلم قومیت کے تصور کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے متحدہ قومیت کے نظریے کو باطل کیا تھا۔

" حقیقت یہ ہے کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت ہی دو قومی نظریے کی بانی ہے۔ انہوں نے متحدہ قومیت کے نظریے کو باطل قرار دے کر اس کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دی تھیں اور حق اور اہل باطل میں انہوں نے رواداری اور محبت و اخلاص پیدا کرنے کی کوششوں کی انتہائی شدت سے مخالفت کی۔ اسلام کو اس کی اصلی صورت میں باقی رکھنا تھا تو آواز بلند کی آپ نڈر اور بے باک داعی اسلام تھے۔" [40]

مسلم قومیت کے تصور کو پیش کرنے کے ساتھ ہی انہوں نے دو قومی نظریہ پیش کیا۔ حکومت اور سیاست کے معاملے میں اکبر جو نئی قوم اسلام اور دوسرے مذاہب کا مکسچر ہو تیار کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے اس کا رد کیا۔

" مجدد الف ثانیؒ نے اکبر کے ایک قومی نظریے کے خلاف دو قومی نظریے کا اعلان کر دیا تھا۔ اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے اکبر کے نئے دین کا مقصد ہندو مسلمانوں کو ملا کر نئی قوم تیار کرنا تھا مجدد الف ثانیؒ کی مساعی سے یہ دین دین الٰہی اپنی موت آپ مر گیا۔" [41]

الغرض اس الحاد کے خلاف جو طاقتور زور دار آواز اٹھی تھی وہ مجدد الف ثانیؒ ہی کی تھی۔

ماڈل اسلامی ریاست:

ماڈل اسلامی ریاست حقیقی معانوں میں تبھی قائم ہو سکتی ہے جب اللہ کی حدود کی پابندی کی جائے، مساوات، عدل و انصاق، مجلس شوریٰ، اسلامی تعلیمات کی سہولیات، سرحدوں کی حفاظت، معاہدات کی پابندی، مسلمان کی اور غیر مسلم کی عزت و آبرو محفوظ ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، شریعت کی پابندی، احکام شرعیہ کا نفاذ، حکمران بھی پابند شرع ہو، انسانی حقوق کا تحفظ اور بنیادی حقوق مہیا ہوں، معیشت مضبوط، تفرقہ بازی نہ ہو، جہاں اسلامی سزائیں نافذ ہوں، معاشی استحصال نہ ہو، مذہبی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی حقوق کا تحفظ ہو وغیرہ۔

" حدود میں تمام سزائیں، حد قذف کی سزا ۸۰ کوڑے یا اس کے ہم مثل فرمائی ہے۔ چوری میں چور کا ہاتھ کاٹ دینا۔ زنا پر حد دونوں کنوارے ہوں تو سو کوڑے یا ایک سال کی جلا وطنی اور شادی شدہ زانی رجم یعنی سنگسار، ان حدود اور تعزیرات کے علم کو انسان کی طاقت سے خارج سمجھا جاتا ہے" [42]

مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک ایسی ریاست ہی صحیح ماڈل ریاست کہلا سکتی ہے جس میں نفاذ شریعت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور احتساب کا خیال رکھا جائے۔ ماڈل ریاست میں حکمران عوام کا خادم ہوتا ہے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔

علماء اور صوفیہ کی ذمہ داریاں اور حکمرانوں کی اصلاح:

علماء اور صوفیہ ہی وہ ہستیاں ہیں جو حکمرانوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتی ہیں کہ کس طرح نظام حکومت کو اسلام کے تقاضوں اور عصر حاضر کو مدِ نظر رکھ کر دنیا پر حکمرانی کرنی ہے اگر صوفیہ کرام اس ذمہ داری کو نہ نبھائیں تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور غیر مسلم حکمران مسلط ہو جاتے ہیں۔ یہی چیز مجدد الف ثانیؒ نے اپنے دور کے

بادشاہوں کو سمجھائی تھی مجدد الف ثانیؒ کے زمانے میں ایک طرف علماء حق اور دوسری طرف علماء سوء تھے جو اپنا کردار ادا کر رہے تھے آپ نے یہ طریقہ اپنایا کہ ہمیشہ عوامی اصلاح سے پہلے اس زمانے کے بادشاہ کی اصلاح کی طرف توجہ دی تھی۔ انہوں نے بادشاہ کی اصلاح کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

> "عجیب و غریب صحبتیں گزر رہی ہیں اللہ کے فضل سے ان گفتگوؤں سے امور دینیہ اور اصول اسلامیہ میں سر مو تغافل سستی اور مدانیت کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ کی توفیق سے ان محفلوں میں وہی باتیں ہوتی ہیں جو خاص محفلوں میں ہیں۔ آج ماہ رمضان کی سترہویں رات کو انبیاء کرام کی بعثت اور عقل کے عدم استقلال اور آخرت کے ایمان اور اس کے عذاب و ثواب اور رؤیت و دیدار کے اثبات اور حضرت خاتم المرسل ﷺ کی نبوت کی خاتمیت اور ہر صدی کے مجدد اور خلفائے راشدین کی اقتداء اور تراویح کی سنت اور تناسخ کے باطل ہونے اور جنوں اور جنتیوں کے احوال اوران کے عذاب و ثواب کی نسبت بہت کچھ مذکور ہوا اور بادشاہ جہانگیر بڑی خوشی اور مسرت سے سنتا رہا۔ اقطاب اوتار اور ابدال کے احوال کا بیان ہوا۔ بادشاہ سب کچھ قبول کرتا رہا اور اس میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ ان واقعات میں شاید اللہ کی حکمت پوشیدہ تھی۔" 43

یہ خط ظاہر کرتا ہے گوالیار سے رہائی کے بعد مجدد الف ثانیؒ نے ہر وقت بادشاہ کے قریب رہ کر اسے دین کی طرف راغب کرنے کا کوئی موقع نہ گنوایا۔ مجدد الف ثانیؒ نے حکمرانوں کی اصلاح کی طرف توجہ دی تھی انہوں نے شیخ فرید کے نام ایک خط میں لکھا تھا کہ کفر کی جو اسلام سے دشمنی پچھلے دور میں پیدا ہوگئی تھی اور اس وقت جبکہ بادشاہ اسلام کو اہل کفر کے ساتھ وہ توجہ نہیں رہی ہے۔ ان کا کچھ بھی باقی رہنا۔ یہ مسلمانوں کے دلوں پر انتہائی سخت گراں ہے۔ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ بادشاہ کو ان بد مذہبوں کی رسومات کی قباحت سے مطلع کریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے بادشاہ ان کی برائی کو نہ جانتا ہو۔ بہر حال شرعی مسائل سے بادشاہ کو مطلع کرتے رہنا بہت ضروری ہے جب تک یہ نہ ہو گا بادشاہ کے مقربین اور علمائے اسلام پر اس کا بوجھ رہے گا۔

نفاذِ شریعت علماء اور حکمران:

مجدد الف ثانیؒ نے جو مکتوبات اپنی فکر کو ظاہر کرنے کے لیے لکھے تھے ان کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ انہوں نے لالہ کے نام ایک اور خط میں لکھا تھا کہ:

> "تمہاری جو نوکری ہے اگر اس کو حضور ﷺ کی شریعت کو زندہ کرنے کے لیے تم ذریعہ بناؤ تو گویا تم نے انبیاء والا کام کر لیا ہے۔ اس طرح تم دین متین کو روشن اور آباد کرو گے۔ اگر ہم فقیر لوگ اپنی جان بھی لگا دیں تو آپ جیسے شاہباز لوگوں کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔" 44

مجدد الف ثانیؒ کہا کرتے تھے کہ سعادت کی گیند ہم نے میدان میں پھینک دی ہے اب اس کے سوار غائب ہو گئے ہیں۔ آپ نے میدان میں اتر کر سواروں کو بھی للکارا تھا۔ مفتی صدر جہاں، اکبر کے عہد میں تعلیم کے میدان میں نگران تھا وہ قاضی القضاہ اور منصب افتاء کے عہدے پر فائز تھا۔ اکبر نے اسے کہہ رکھا تھا کہ جب مجھ پر موت قریب ہو تو مجھے کلمہ شہادت کی تلقین کرنا مجدد الف ثانیؒ نے انہیں غیر اسلامی روایات سے بچنے پر زور دیا۔

انہوں نے خان جہاں کو کئی خطوط لکھ کر متوجہ کروایا تھا یہی خدمت جو آپ پہلے ہی کر رہے ہیں اگر شریعت مطہرہ کے لیے کریں گے تو یہ غلبہ اسلام کے لیے بہترین ثابت ہو سکتی ہے۔

اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں:

اوامر و نواہی پر عمل کروانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس مقصد کے لیے اسلام کا ایک خاص نظام ہے جس کا نام احتساب ہے۔ مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا اگر تم ایسے زمانے میں موجود ہوئے کہ تم نے اوامر و نواہی میں سے دسویں حصے کو ترک کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارے بعد آنے والے ایسے لوگ ہوں گے جو دسویں حصے کو بجالائیں گے اب یہ وہی لوگ اور وہی وقت ہے۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں پر اسلامی تعلیمات کو پہنچانا آپ منہاج نبوت سمجھتے تھے اس حوالے سے آپ ﷺ کی سختیاں اور تکالیف جو اس راستے میں آئیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

" انبیاء نے جب بھی دین حق کی تبلیغ کی تو امت کے لوگوں نے معجزے طلب کرنا شروع کر دیئے تھے تو انبیاء فرماتے کہ معجزات خدا کی طرف سے ہوتے ہیں ہم پر تو محض پہنچانا ہے۔ اس وقت شاید حق تعالیٰ ایسا امر ظاہر فرمادے جو ان لوگوں کے حق ہونے کے اعتقاد کا سبب ہو جائے گا۔ شرعی مسائل بتانا ضری ہے۔ اس امر کی ذمہ داری علماء اور بادشاہ کی بارگاہ کے مقرب لوگوں پر ہے۔ اس گفتگو میں کسی جماعت کو تکلیف پہنچنا کس قدر سعادت کی بات ہے۔ انبیاء کرام کو تبلیغ کے سلسلے میں تکالیف دی گئیں۔ فرمایا کسی نبی کو میری مانند ایذاء نہیں دی گئی۔ " [45]

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلامی شریعت کو معیار زندگی بنایا اور اخروی کامیابی کے لیے بھی راہنما قرار دیا۔ اسلام کو انفرادی اور اجتماعی ہر دو زندگیوں میں شریعت کو رہنما تسلیم کیا اور رہنمائی دی ہے۔ خواہ نجی مسائل ہوں اور خواہ ذاتی مسائل ہوں۔ عائلی اور ملکی مسائل کا حل بھی شریعت اسلا اسلامیہ میں موجود ہے۔ اگر ریاست اسلام پر عمل پیرا ہو گی تو باشندے پر سکون زندگی گزاریں گے۔ اگر شرعی اصولوں سے ہٹ کر زندگی گزاریں گے تو معاشرتی مفاد اور برائیاں جنم لیں گی۔ معاشرہ زوال کا شکار ہو جائے گا۔ ریاستی قوانین قرآن وسنت کے مطابق ہونا ضروری ہیں۔ ریاست کی ذمہ داری اسلامی عقائد کی ترویج اور ان کی اشاعت ہے آپ نے شیخ فرید کے نام لکھا کہ:

" اسلامی عقائد کی پابندی کو لازم بنائیں۔ اپنے عقائد کی پابندی درست کریں۔ اخروی نجات انہی بزرگوں کی بے خطا اداؤں کی تابعداری پر موقوف ہے اور فرقہ ناجیہ بھی یہی لوگ ہیں اور ان کے تابعدار حضرات اور یہی وہ لوگ ہیں جو حضور ﷺ اور ان کے اصحاب کرام کے طریق پر ہیں اور ان سے جو کتاب وسنت کے علوم حاصل ہوئے ہیں وہی معتبر ہیں۔ " [46]

حلال وحرام کی پابندی:

ریاست کا ایک اہم فرض حلال وحرام کی پابندی کرنا لازمی امر ہے۔ حلال وحرام کے ساتھ ساتھ فقہی امر کا بھی دفاع کرنا لازمی ہے۔ شیخ فرید کے نام انہوں نے لکھا تھا کہ:

" عقائد کی درستگی کے بعد، حلال و حرام، فرض وواجب، سنت اور مندوب ومکروہ جن کا علم حاصل کرنا پھر اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ "[47]

مجدد الف ثانیؒ حلال وحرام کے متضاد احکامات کو ریاست کے لیے نقصان دہ قرار دے کر کفر کی ضد کے ساتھ ملا دیا ہے انہوں نے مکتوب ۱۶۳ میں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال پر سخت تنبیہ کی اور مردوں کے لیے سونا حرام قرار دیا ہے۔

" جس طرح اسلام اور کفر کی ضد ہے اور آخرت دنیا کی ضد ہے۔ آخرت اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اور ترک دنیا دو طرح پر ہے۔ ضرورت سے زیادہ عبادات ترک کر دی جائیں ترک دنیا کی اعلیٰ قسم ہے۔ دوسری حرام اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کیا جائے یہ قسم اس زمانہ میں نایاب ہے۔ سونا چاندی کے استعمال سے پرہیز لازم ہے۔ "[48]

الغرض آپ نے حلال وحرام کی وضاحت بہترین انداز میں کی۔

اعلائے کلمۃ اللہ یا جہاد:

ریاست کی بنیادی ذمہ داری اور ضرورت اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اللہ کا نام بلند کرنے کے لیے اگر ضرورت پڑے تو جہاد کو بھی لازمی قرار دیا ہے۔ انہوں نے شیخ فرید کے نام خط میں جہاد کا تذکرہ کیا تھا۔

" کفار کے ساتھ جہاد اور ان پر سختی کرنا دین کی ضرورت ہے۔ کفر کی جو رسومات اس زمانہ میں نہ پیدا ہوئی تھیں اس وقت بادشاہ اسلام کو اور اہل کفر کے ساتھ وہ توجہ نہ رہی۔ مسلمان اس وقت بہت پریشان ہیں اور اس پر لازم ہے کہ وہ بادشاہ کو ان رسومات کی برائی کے متعلق اطلاع کریں اور اسے ہر ممکن طریقے سے دور کرنے کی کوشش کریں۔ "[49]

جہاد کے حوالے سے اور ان پر سختی سے عمل کروانے کے حوالے سے قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کا حوالہ دیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

" يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ "[50]

" اے نبی منافقین اور کفار سے جہاد کرو اور ان کے ساتھ سختی والا معاملہ فرما۔"

آپ نے عملی جہاد کے ساتھ قولی جہاد کو بھی لازمی قرار دیا۔

عدل وانصاف / قاضیوں کی تقرری:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ

(إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ)[51]

کوئی بھی معاشرہ عدل وانصاف کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ ریاست اپنے شہریوں کو عدل فراہم کرنے اور قاضیوں کی تقرری کی ذمہ دار ہے۔

" اسلام کا مجملہ دوسرے شعاروں کے اسلامی آبادیوں میں قاضیوں کا تقرر ضروری ہے جو قرنِ سابق اکبری عہد میں مٹا دیا گیا تھا۔"[52]

الغرض مجدد الف ثانیؒ اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں بڑے احسن طریقے سے بیان کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حکمران کا مسلمانوں کے لیے خیر خواہ ہونا لازمی ہے۔

اسلامی ریاست کے مالی معاملات:

مجدد الف ثانیؒ اسلامی ریاست میں بیت المال کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ قوم کی فلاح و بہبود پر مال غنیمت اور محصولات وغیرہ کو خرچ کیا جائے۔ ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ کا موقوف ہونا ان علاقوں کے سلاطین و حکمرانوں کے ساتھ دوستی کی شومی کے سبب سے ہے۔ بادشاہوں کو کیا حق ہے کہ جزیہ لینے سے روکیں جزیہ سے مقصود ان کی رسوائی اور اہل اسلام کا غلبہ مقصود ہے۔ جزیہ اسلامی ریاست غیر مسلم شہری سے اس کی حفاظت کرنے کی وجہ سے لیتی ہے۔

"شریعت اسلامیہ نے اسکی مقدار متعین نہیں کی کفار جتنی بھی مقدار معین پیش کرنے پر صلح کر لیں ان سے اتنی ہی سالانہ رقم وصول کی جائے۔"[53]

مالی معاملات میں بیت المال، ٹیکس اور جزیہ کا ہی اہم کردار ہوتا ہے۔

اسلامی ریاست کے ذلت کے اسباب:

مجدد الف ثانیؒ نے ایک طرف اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں اور فرائض کو بہت ہی احسن انداز میں امراء بادشاہوں اور عوام الناس تک پہنچایا ہے۔ اسی طرح مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں ان عوامل و اسباب کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جن کی وجہ سے اسلامی ریاست ذلت و بربادی کے کنارے جا پہنچتی ہے۔ ان میں سے چند اسباب یہ ہیں۔

اسلامی ریاست کا شرع سے ٹکراؤ:

مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک جب بھی کوئی ریاست اسلامی احکامات کی مخالفت پر اتر آئے اور شرعی احکامات سے جنگ کرنے پر تل جائے تو اس وقت اسلامی ریاست ذلت کا شکار ہو جاتی ہے۔

" آپ سے التماس ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بزرگ خانوادہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم کے ساتھ محبت وعقیدت کی برکت سے آپ کی باتوں پر اثر بخشا ہے اور آپ کی عظمت مسلمانوں کو آپ کے ہم عصر لوگوں پر نمایاں اور ظاہر کر دیا ہے تو سعی اور کوشش کریں کہ اہل کفر کی بڑی بڑی کافرانہ باتیں جو اہل اسلام میں پھیل چکی ہیں ویرانی کا شکار ہو جائیں اور مٹ جائیں اور اہل اسلام خلاف شرع امور سے محفوظ ہو جائیں۔"[54]

اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ شرعی احکامات اسلامی ریاست کے لیے ضروری ہیں۔

بادشاہوں کی عیاشیاں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ریاست کی بربادی اور ذلت کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب بادشاہوں کی عیاشیاں اور اسلامی احکامات سے دوری ہے۔ غلبہ اسلام کے وقت ہی دین کی ترویج لازمی ہے بادشاہ صحیح مسلمان ہو گا تو دین ترقی کرے گا۔

"بادشاہ جہاں کے لیے اس طرح ہے جس طرح دل بدن کے لیے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو بدن ٹھیک۔ اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہو گا۔ بادشاہ کی درستی جہاں کی درستی ہے اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک خرابی میں ڈال دیتا ہے۔ آپ جانتے ہوں گے گزشتہ زمانے میں اہل اسلام کے سروں پر کیا گزر چکا ہے۔ ابتدائے اسلام کے وقت جب کہ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے عہد اس وقت بھی اہل اسلام کی کسمپرسی اس حد کو نہیں پہنچی تھی۔ کیوں کہ مسلمان اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریقہ پر۔" [55]

شعائر اسلامی کا مذاق:

جس ریاست میں شعائر اسلامی کا مذاق اڑایا جاتا ہو وہ ریاست اپنے لئے ذلت ورسوائی کا سامان خود پیدا کرتی ہے۔

"اس سے قبل کفار اعلانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دارالاسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں اور مسلمان اسلامی احکام کے اظہار سے عاجز اور بے بس تھے۔ اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرات کرتے تھے تو قتل کر دیے جاتے۔ ہائے ہلاکت! ہائے مصیبت! ہائے افسوس اور غم، محمد رسول اللہ ﷺ جو رب العالمین کے محبوب ہے ان کے ماننے والے تو ذلیل وخوار ہوں لیکن آپ کے منکروں کی عزت اور ان کا لحاظ ہو۔ مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کے ماتم میں تھے اور معاند اور مخالف لوگ تمسخر اور استہزاء کے ذریعہ ان کے زخموں پر نمک پوشی کرتے تھے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں روپوش ہو چکا تھا، اور حق کا نور باطل کے حجابات میں الگ ہو کر رہ گیا تھا۔" [56]

الغرض حق اور باطل کو الگ الگ کرنا لازمی ہے۔

علماء سوء کا کردار:

اکبر بادشاہ کو دین الٰہی کے اعلان اور اس کی ترویج کرنے میں اس وقت کے علمائے سوء کا کردار بہت ہی اہم ہے۔ ابوالفضل، فیضی ملا مبارک جیسے علمائے سوء نے ہی دین الٰہی کا قانون تیار کیا تھا۔ اس پس منظر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ علماء سوء کو ریاست کے لئے خطرہ شمار کرتے ہیں۔

"زمانہ ماضی میں جو بلاو آفت بھی اسلام کے سرپر ٹوٹی ہو وہ انہی علماء سوء کی شومی کی بدولت تھی۔ بادشاہوں کو یہی علماء سوء راہ راست سے بھٹکاتے ہیں۔ بہتر فرقے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں، ان کے مقتداء یہی علماء سوء ہیں۔ علماء کے ماسوا گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کم ہی تجاوز کرتی ہے۔" [57]

الغرض ظاہری لحاظ سے ہر قسم کی مدد کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو شخص خدمت اسلام میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی کے سبب کارخانہ اسلام میں بطور خلل واقع ہو ایسا شخص لائق عتاب ہے۔

اصحاب دولت اور بداخلاق:

مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک دولت اور دنیا کچھ نہیں ہے۔ پھر جو دولت مند ہوتا ہے اس کو ہر وقت دولت کی فکر ہوتی ہے۔ اگر اس دولت مند کو کوئی حکومتی منصب و عہدہ دیا جائے تو وہ کب عوام کی فلاح وبہبود کے کام کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد الف ثانیؒ ایسے لوگوں کی مذمّت کرتے ہیں۔

"دنیوی امور میں زیادہ رغبت سے خطرہ ہے کہ اس کمینی دنیا کے کاموں میں ہی نہ کہیں الجھ جاؤ دل کی موجودہ سلامتی سے دھوکا نہ کھا جائیں۔ کیونکہ اس حالت کے چھن جانے کا امکان ہے۔ اور دنیوی اشتغال کی طرف حتیٰ المقدور رخ نہ کریں تاکہ دنیا سے لگاؤ پیدا نہ ہو جائے، اور یہ بات نقصان میں نہ ڈال دے۔ فقر میں جاروب کشی دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔ ساری ہمت اس طرف مبذول کرنی چاہیے کہ فقر ونامرادی ہی میں زندگی گزر جائے جس قدر شیر سے بھاگتے ہو اس سے زیادہ دولت اور ارباب دولت سے دور بھاگو۔" [58]

اسلامی ریاست کے حکمران جہاں اسلامی احکامات کی پابندی کرنے والے ہوں۔ وہیں پر ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اخلاق عالیہ سے مزین ہوں۔ کیونکہ بد اخلاق حکمران ریاست کے لیے خطرہ ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوب بنام صدر جہاں میں راہنمائی ملتی ہے۔ مخلوقات اپنے محسن کی محبت پر پیدا کی گئی ہیں۔ اپنے محسنوں کی طرف مائل ہے۔ پس بادشاہوں کا جس قدر احسان عام لوگوں پر ہوتا ہے۔ اس ارتباط اور تعلق کے باعث اتناہی پادشاہوں کے نیک اور برے اخلاق اور برے اور بھلے عادات لوگوں میں اثر کر جاتے ہیں۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ الناس علی دین ملوکھم لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہیں۔ گزشتہ زمانہ کے حالات اس بات کے مصداق ہی

حوالہ جات

---

[1] ۔ علی، رحمان، مولوی، تذکرہ علمائے ہند، (مترجم ایوب قادری)، کراچی پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی ۲۰۰۳ء، ص۲۴۸

[2] ۔ قاسم، محمود سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، شاہکار فاؤنڈیشن کراچی، س ن، ص ۳۲۰

[3] ۔ دہلوی، عبدالحق، شیخ، مولانا محمد فاضل، اخبار الاخیار، (مترجم مولانا سبحان محمود)، اکبر بک سیلز لاہور، اگست ۲۰۰۴ء، ص ۱۲

[4] ۔ اعظمی، حبیب الرحمٰن، حیات عبدالحق محدث دہلوی، برہان ندوۃ المصنفین، شمارہ نمبر ۳، س ن، جلد ۳۲، ص۱۶۸

[5] ۔ دہلوی، عبدالحق، شیخ، اخبار الاخیار، ص۱۶

[6] ۔ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص۲۴۹

[7] ۔۔ دہلوی، عبدالحق، اشعۃ اللمعات، ص۹۴، ۹۳

[8] ۔ دہلوی شیخ، مدراج النبوۃ، (ترجمہ غلام معین الدین)، شبیر برادرز لاہور ۲۰۰۴ء، ص۱۱

[9] ۔ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ص۲۵۹

[10] ۔ مولانا، محمد میاں، سید، علمائے ہند کا شاندار ماضی، اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور ۲۰۱۰ء، ص ۱۸۹

[11] ۔ آزاد ابوالکلام، مولانا، تذکرہ مرتبہ مالک رام، ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی، ۱۹۸۵، ص ۵۰، ۴۹

[12] ۔ دہلوی، عبدالحق، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف، (مترجم عبدالحکیم شرف قادری)، فرید بک سٹال لاہور، س ن، ج۴، ص۷۵۹

[13] ۔ ایضاً

[14] ۔ قشیری مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب النھی عب الغدور ولکل غادر لواء، رقم الحدیث 1787، دار التصیل مصر 2013ء، ج5، ص12

[15] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، رقم الحدیث 3475، مکتبہ دارالسلام ریاض سعودی عرب 1999ء

[16] ۔ القرآن النحل ۱۶: ۹۰

[17] ۔ دہلوی شیخ عبدالحق محدث، النوریۃ السلطانیۃ، (مترجم: ڈاکٹر محمد سلیم اختر)، مرکز تحقیقات فارسی ایران، اسلام آباد، پاکستان، ۱۹۸۵ء، ص ۳۹

[18] ۔ دہلوی، عبدالحق، اشعۃ اللمعات، (مترجم عبدالحکیم شرف قادری)، ج۴، ص۷۶۵

[19] ۔ لیمان بن اشعت، سنن ابی داوٗد، کتاب الادب باب فی والنھی عن التجسس، رقم الحدیث 4888، دارالصدیق السعودیۃ 2012ء

[20] ۔ دہلوی، عبدالحق، اشعۃ اللمعات، (مترجم عبدالحکیم شرف قادری)، ج۵، ص ۱۲۳

[21] ۔ لیمان بن اشعت، سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی الطاعۃ، رقم الحدیث 2627

[22] ۔ شیروانی، ہارون خان، مسلمانوں کے سیاسی افکار اور ان کا انتظام حکومت، (مترجم: نذر الدین مینائی) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، حکومت ہند، دہلی، ۲۰۰۱ء، ص ۲۶۸

[23] ۔ ابن کثیر، عمرو بن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دار الطیبہ السعودیہ 2011ء، ج2، ص226

[24] ۔ دہلوی، عبدالحق، اشعۃ اللمعات، (مترجم عبدالحکیم شرف قادری)، ج۵، ص۲۴۸

[25] ۔ ایضاً، ج۴، ص۷۰۵

[26] ۔ ایضاً، ج۴، ص۷۶۵

حرف و سخن
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

27 ۔ دہلوی، عبدالحق، اشعۃ اللمعات، (مترجم عبدالحکیم شرف قادری)، ج۵، ص۳۰۲، ۳۰۱

28 ۔ ایضاً، ج۵، ص۳۰۸

29 ۔ دہلوی، عبدالحق، مولانا محمد فاضل صاحب، مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مکتوب نمبر۸، دارالعلوم کراچی، مدینہ پبلشنگ کراچی، س ن، ص۶۰۸

30 ۔ دہلوی، عبدالحق، مولانا محمد فاضل صاحب، مکتوبات، محدث دہلوی، مکتوب نمبر۹، ص۷۰

31 ۔ محمد میاں، سید، مولانا، علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ اول، ، جمعیت پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۰ء، ص۱۴۰

32 ۔ سرہندی، خواجہ محمد احسان مجددی، روضۃ القیومیۃ، ص۱۲۴، ۱۲۳

33 ۔ نغمانی محمد منظور تذکرہ مجدد الف ثانیؒ کراچی دارالاشاعت کراچی، ۱۹۷۷ء، ص۵۲، ۵۱

34 ۔ ایضاً، ص۱۳۳

35 ۔ شارب، ظہورالحسن، ڈاکٹر، تذکرہ اولیائے پاک وہند، شبیر برادرز لاہور، س ن، ص۲۶۱

36 ۔ ہاشم کشمی، خواجہ محمد، زبدۃ المقامات، مترجم ڈاکٹر غلام مصطفٰی، ص379

37 ۔ سرہندی، شیخ جمیل احمد اطہر، مجدد الف ثانی، تجارت پرنٹر، لاہور 1999 ص230

38 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۵، (مترجم مولانا سعید احمد نقشبندی)، مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی 1970ء، ج1، ص۱۸۴

39 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، مکتوب ۹۲، (مترجم مولانا سعید احمد نقشبندی)، ص۱۱۸

40 ۔ ایضاً مکتوبات جلد ۱، ص۳۴۰

41 ۔ مجددی، محمد احسان، خواجہ، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، روضۃ القیومیہ، ص۳۸

42 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۱۴، (مترجم مولانا سعید احمد نقشبندی)، ج۱، ص۴۱۹، ۴۲۰

43 ۔ حکیم محمود احمد، ظفر علماء میدان سیاست میں، بیت العلوم پرانی انارکلی، س ن، ص۱۱۰

44 ۔ محمد منظور نعمانی، تذکرہ امام ربانی، ص۴۷

45 ۔ ایضاً مکتوب نمبر ۱۹۳، ج اول، ص۳۸۴

46 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب نمبر ۱۹۳، جلد ۱، ص۴۳۳

47 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب نمبر، ج۱، ص۲۸۲

48 ۔ ایضاً مکتوب نمبر ۱۶۳، ج۱، ص۳۴۲

49 ۔ ایضاً مکتوب نمبر ۱۹۳، ج۱، ص۲۴۴

50 ۔ القران سورۃ التوبہ 9:73۔

51 ۔ القرآن النحل 90:16

52 ۔ مولانا، محمد میاں، سید، علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص۳۳

53 ۔ مجددی، محمد سعید احمد، ابوالبیان، البینات شرح مکتوبات، تنظیم الاسلامی پبلیکیشنز گوجرانوالہ ۲۰۱۰ء، جلد چہارم، ص۱۵۴

54 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب نمبر ۱۶۵، جلد ۱، ص۸۶

55 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب ۷۴، جلد ۱، ص۱۵۷، ۱۵۸

56 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب ۷۴، جلد ۱، ص۱۵۷، ۱۵۸

57 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب ۷۴، ص۱۵۹

58 ۔ سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مکتوب نمبر ۱۱۶، ج۱، ص۲۷۱